کیا انبیاء اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں؟

سوال سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ کیا یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف؟ مدلل بیان کریں۔

کیا اس روایت کو بیہقی، سبکی، ابن حجر عسقلانی، ہیثمی اور سیوطی وغیرہم نے صحیح قرار دیا ہے؟ (قاری محمد اسماعیل سلفی، جھنگ)

الجواب یہ روایت: "**الأنبياء أحياء في قبورهم يصلّون .**"

مسند ابی یعلیٰ الموصلی (۶/ ۱۴۷ ح ۳۴۲۵) اور حیاۃ الانبیاء للبیہقی (ح ۲ من طریق ابی یعلیٰ) میں درج ذیل سند کے ساتھ موجود ہے:

"**يحيى بن أبي بكير :حدثنا المستلم بن سعيد عن الحجاج عن ثابت البناني عن أنس بن مالك .**"

اس سند میں حجاج راوی غیر منسوب ہے، اس کی ولدیت یا نسب معلوم نہیں اور حافظ ذہبی نے فرمایا: "**نكرة . ما روى عنه فيما أعلم سوى مستلم بن سعيد فأتى بخبر منكر عنه ...**" مجہول ہے، میرے علم کے مطابق مستلم بن سعید کے علاوہ کسی نے اس سے روایت نہیں کی، پس وہ (مستلم) اس سے منکر خبر لایا ہے... (میزان الاعتدال ۱/ ۴۶۰ ت ۱۷۲۷، وقال الذہبی: ''حجاج بن الاسود'' وھو خطأ من الذہبی والصواب: ''حجاج'' من غیر ''ابن الاسود'')

اگر کوئی آدمی حافظ ابن حجر کے حوالے سے کہے کہ حجاج سے مراد حجاج بن ابی زیاد الاسود البصری ہے تو عرض ہے کہ یہ تعین کئی وجہ سے غلط ہے:

۱: حافظ ذہبی جو کہ بقولِ ابن حجر "**من أهل الاستقراء التام في نقد الرجال**" تھے۔ (نزہۃ النظر شرح نخبۃ الفکر مع شرح الملا علی قاری ص ۷۳۶)

وہ حجاج بن ابی زیاد الاسود القسملی کو اچھی طرح پہچانتے تھے، جیسا کہ انھوں نے خود فرمایا:

"**بصري صدوق ... و كان من الصلحاء و ثقه ابن معين . مات بضع و**

أربعين و مائة " (سیر اعلام النبلاء ۷/ ۷۶)

معلوم ہوا کہ حافظ ذہبی کے نزدیک حجاج دو ہیں:

اول: ابن ابی زیاد الاسود زق العسل، صدوق۔

دوم: نامعلوم، مجہول۔

۲: مستلم بن سعید سے اس روایت کی کسی صحیح سند میں حجاج کے بعد ''بن الاسود'' کی صراحت ثابت نہیں اور حسن بن قتیبہ المدائنی (متروک مجروح، ضعفہ الجمہور) کی جس روایت میں یہ صراحت آئی ہے، وہ مردود و باطل ہے۔

حسن بن قتیبہ متروک و ھالک کی روایت مسند البزار، الفوائد لتمام الرازی، الکامل لابن عدی، حیاۃ الانبیاء للبیہقی اور تاریخ دمشق لابن عساکر میں موجود ہے۔

(دیکھئے الصحیحہ للالبانی ۲/ ۱۸۷ ح ۶۲۱)

اگر کوئی کہے کہ تہذیب الکمال میں مستلم بن سعید کے شیوخ میں حجاج بن ابی زیاد الاسود کا ذکر کیا گیا ہے، تو عرض ہے کہ ذہبی کے اختلاف مذکور کے بعد یہ ذکر نا قابلِ حجت ہے۔ جو لوگ حجاج (مجہول) کو ضرور بالضرور ابن الاسود ثابت کرنے پر بضد ہیں، انھیں چاہیے کہ اس کا ثبوت صحیح سند سے پیش کریں۔

فائدہ: المستلم بن سعید عن حجاج عن ثابت والی روایت اخبار اصفہان لابی نعیم الاصبہانی (۲/ ۸۳) میں موجود ہے، لیکن اس کی سند ضعیف ہے اور الفاظ درج ذیل ہیں: " الأنبياء في قبورهم يصلّون "

یعنی اس میں ''أحياء'' کا لفظ ہی نہیں ہے۔

اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ مذکورہ عجیب و غریب روایت بلحاظِ سند صحیح نہیں، لہٰذا محمد عباس رضوی بریلوی کا اپنی کتاب ''واللہ آپ زندہ ہیں'' میں اوراق لکھنا چنداں مفید نہیں ہے۔

امام بیہقی کا اس روایت کو صحیح کہنا ان کی کتاب سے ثابت نہیں اور حافظ ابن حجر کی نقل

منقطع و بے سند ہے۔ خود حافظ ابن حجر سے اس روایت کو صحیح قرار دینا ثابت نہیں اور سبکی کا ذہبی کے مقابلے میں کوئی مقام نہیں ہے۔

ہیثمی کا اس روایت کے راویوں کو ثقہ قرار دینا حجاج مجہول کی وجہ سے غلط ہے اور سیوطی متاخرین میں سے تھے۔

اصل مسئلہ یہ ہے کہ یہ روایت اصولِ حدیث و اسماء الرجال کی وجہ سے صحیح نہیں اور اس کے تمام شواہد بھی ضعیف و مردود ہیں۔

اس باب میں صرف صحیح مسلم کی وہ حدیث ثابت ہے جس میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (معراج کی رات) موسیٰ علیہ السلام کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔

یہ خاص معجزہ ہے اور اس سے عام استدلال محلِ نظر ہے۔ واللہ اعلم

انبیائے کرام کی برزخی زندگی (حیاۃ الانبیاء) کے لئے دیکھئے میری کتاب: تحقیقی مقالات (ج ۱ ص ۱۹۔۲۶)

کیا نبی ﷺ کے والد بھی ذبیح تھے؟

سوال بعض خطباء کا کہنا ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کے آباؤ اجداد میں دو ذبیح ہیں۔ ایک حضرت اسماعیل علیہ السلام اور دوسرے آپ ﷺ کے والد عبداللہ۔

دوسرے مبینہ ذبیح کے بارے میں عبدالمطلب کا نذر و نیاز والا طویل واقعہ بیان کرتے ہیں اس کی تحقیق درکار ہے۔ (محمد صدیق تلیاں، سمندر کٹھہ ایبٹ آباد)

الجواب اس بارے میں صحابہ و تابعین وغیرہم کے درمیان اختلاف تھا کہ ذبیح کون ہیں: اسماعیل یا اسحاق علیہما السلام؟ لیکن راجح یہی ہے کہ ذبیح سے مراد سیدنا اسماعیل علیہ السلام ہیں نہ کہ سیدنا اسحاق علیہ السلام۔

جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''هو إسماعيل '' وہ اسماعیل ہیں۔ (تفسیر ابن جریر نسخہ محققہ ۵۱۸/۹ ح ۲۹۵۷۹ وسندہ صحیح، وصححہ الحاکم